جن کو حاصل ذوق مطالعہ ہے
انہیں مطالعہ سے سر درد نہیں ہوتا
سلام کتابوں سے بڑھ کر
جہاں میں کوئی بھی ہمدرد نہیں ہوتا

(سلام لاجپوری)

تعریف خود کی کرنا فضول ہے
خوشبو خود بتا دیتی ہے کونسا پھول ہے

(گلزار)

مطالعہ کی میز سے

حصہ اول

مؤلف

عبدالسلام ابراہیم مارویالاجپوری

خادم مسجد قبا، اسٹامفورڈہل، لندن

نام کتاب	:	مطالعہ کی میز سے (حصہ اول)
مؤلف	:	عبدالسلام ابراہیم مارویا، لاجپوری، حال، مقیم، لندن
ناشر	:	مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت
مطبع	:	
ایڈیشن	:	اول
سن طباعت	:	
صفحات	:	۷۰
تعداد	:	

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ سلیمانیہ، اجمیری محلّہ، لاجپور، سورت۔

(۲) مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ، سورت۔

(۳) مولوی عبداللہ انصاری، موبائل:9898926717

(۴) صالح کتاب سینٹر، نوساری، موبائل:9824741280

(۵) عبدالسلام لاجپوری، لندن، موبائل:07877937731

ابتدائیہ

کتابوں کی اہمیت کم نہیں ہوئی

کتابوں سے پیار کرنے والے کم ہو گئے

بندے کو اللہ تعالی نے جن نعمتوں سے نوازا ہے ان میں ایک نعمت ہے ''دھن،،آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں ''دھنی دال پر ضمہ نہ کہ فتحہ ،، آدمی ہوں، جس چیز کی دھن مجھ پر سوار ہو جاتی ہے میں اس کا ہو کر رہ جاتا ہوں، چنانچہ بزرگوں کے مشورہ سے جس دن سے باقاعدہ مطالعہ کا آغاز کیا بہت کم دن ایسے گذرے ہیں کہ جس میں بندے نے مطالعہ کا ناغہ کیا۔

مطالعہ میں مزید استقامت اور نکھار اس وقت آیا جب بندے نے مسجد قبا اسٹامفورڈ ہل، لندن میں ۲۰۰۳ء میں امامت وخطابت کی خدمت شروع کی، چونکہ بندے کو سال کے گیارہ مہینے ہر ہفتے کبھی تین دن تو کبھی چار دن درس دینا ہوتا ہے لہذا مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔

دوران مطالعہ احقر کا معمول ضروری باتیں کہہ لیجئے یا آج کی زبان میں نوٹس کہہ لے وہ بنانے کا رہا ہے، اس طرح اب تک چھوٹی بڑی نوٹ بکس مل کر تقریباً پچاس بکس تیار ہو گئی ہے، اس کو بندہ کتابی شکل دے رہا ہے، کتاب کا نام رکھا ہے ''مطالعہ کی میز سے،، یہ اس کا پہلا حصہ ہے۔

امید ہے بندے کی یہ حقیری سی کاوش قارئین کے لئے خالی از فائدہ نہیں

ہوگی،ایک اور بات بندے کوشعر وادب سے بھی خاص دلچسپی ہے،لہذا قارئین کو جا بجا حمد ونعت اور دیگر عمدہ اشعار بھی پڑھنے کوملیں گے،یاد رہے یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے اس بات کو دماغ میں رکھ کر ہی کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔

روزانہ کچھ نہ کچھ مطالعہ کی عادت بنائیے،ورنہ آج کا یہ دور لایعنی کا دور ہے اگر اہل علم (بطور خاص) مطالعہ کی عادت نہیں بنائیں گے تو لایعنی چیزوں میں مبتلا و مشغول ہو جائیں گے،بندے کا ایک کلام بھی پڑھتے چلئے ۔

گھر میں بنائی ہے الماری
کتابیں بھی ہیں اس میں کئی ساری
مگر ہاتھ جانب الماری
کبھی بھولے سے بھی بڑھتے نہیں
چونکہ دور حاضر دور موبائل ہے
اس لئے کتابیں تو ہم پڑھتے نہیں
الماری میں دھول کھا رہی بک ہے
چونکہ اہل علم بھی مشغولِ فیس بک ہے
سلام دیکھ کر یہ حالت ہوتا رنج وغم ہے
کہ علماء میں بھی ہو گیا ذوق مطالعہ بالکل کم ہے

(سلام لاجپوری)

مطالعہ کی اہمیت

سیاحت کا جسے ہو شوق پھرتا ہے وہ شہروں میں

کتب بینی ہے سیر اپنی کتابیں ہیں چمن اپنا

پرانے دور کے دانا کہا کرتے تھے کہ کتابوں کے ساتھ رشتہ جڑے رہنے سے دماغ کی عمر زیادہ ہوتی ہے، مگر آج کی نوجوان نسل اس پر عمل نہیں کرتی، لیکن جب وقت ساتھ چھوڑ دیتا ہے تب عقل بھی ٹھکانے لگتی ہے، پھر سمجھ میں آتا ہے کہ کتابی زندگی کا فلسفہ کیا ہے۔

کتابی دنیا کے بھی عجب رنگ ہوتے ہیں جو پھیکے پڑنے کا نام ہی نہیں لیتے، زندگی میں نام پیدا کرنے کے لئے کتاب سے لگن بہت ضروری ہے، ورنہ زندگی اس پھول کی مانند ہے جو دور سے کشش تو رکھتا ہے مگر اس کی خوشبو نہیں ہوتی، زندگی میں کچھ کرنے، اپنی شخصیت کو سنوارنے اور نکھارنے کے لئے کتاب کی سیر ضروری ہے کیونکہ کتابوں کی سیر میں انسان علماء، شاعروں، مفکروں، ادیبوں اور داناؤں سے ہم کلام ہوتا ہے، جبکہ کاروباری اور عملی زندگی میں احمقوں اور بیوقوفوں سے بھی واسطہ پڑ سکتا ہے۔

کتابوں سے لگن رکھنے والے لوگ ہر وقت پر سکون رہتے ہیں، انہیں اپنی ہر مشکل کا حل ادبی طریقے میں ممکن نظر آتا ہے، سیکھنا انسانی زندگی کا ایک اہم عمل ہے اور کچھ اچھا سیکھنے کے لئے کتابوں کا سہارا لیا جاتا ہے مشہور مقولہ ہے کہ زندگی کا

بہترین سرمایہ اچھی کتاب ہے،اچھی کتابیں ہی انسان کے تجربات اور علم میں اضافے کا باعث بنتی ہیں، یہ ہماری عملی زندگی میں ایک وفادار دوست کی طرح مدد کرتی ہیں، کتابیں علم کا ایک قابل قدر ذریعہ ہیں، یہ لامحدود فوائد پر مشتمل ہوتی ہیں، کتابوں کی بدولت نئی نئی ٹیکنالوجی اور ادب کے بارے میں جاننے کا موقع ملتا ہے، کتابیں اور تجربات زندگی میں بہت فائدہ مند ہوتے ہیں، کتابیں زندگی میں مکمل انسان بننے میں مدد دیتی ہیں، یہ ہماری بہترین دوست اور استاذ ہیں، کتابیں انسانی زندگی کو بدلنے اور اس کی تعمیر و تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، مطالعہ کے شوقین حضرات اپنی روح کی تعمیر و تشکیل کا ذریعہ کتابوں کو قرار دیتے ہیں مطالعہ سے انسان کا ذہن کھلتا ہے اور وہ ایک لفظ سے دیگر الفاظ کے معنی تلاش کرنے کی جستجو میں لگا رہتا ہے۔

مطالعے کی وسعت انسان کو غرور کی بجائے عجز کی طرف لے جاتی ہے، اور اسے ان حقائق سے آگاہ کرتی ہے کہ جن سے وہ اب تک لاعلم رہا، اچھی کتابوں کے مطالعے کا ذوق رکھنے والے افراد ان لوگوں کی نسبت بہتر ہوتے ہیں کہ جو مطالعہ نہیں کرتے اور اپنی ذہنی گرہیں نہیں کھولتے، یہاں یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ کتابوں کے انتخاب میں ہمیشہ احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے، خام ذہن کے لئے بغیر سوچے سمجھے ہر طرح کی کتابوں کا مطالعہ فائدے کے بجائے ضرر کا باعث بن جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ روابط

بڑھائیں جائیں کہ جو زندگی کا زیادہ حصہ مطالعے میں گذار چکے ہوں تاکہ ان کی رہنمائی میں مطالعے کا سلسلہ شروع ہو، مطالعہ بعض اوقات دو دھاری تلوار کی مانند ہوتا ہے۔

مطالعہ ہمیشہ تعصّبات اور مخصوص نظریات کی عینک لگائے بغیر کرنا چاہئے، فرقہ پرستی، بے حیائی، علاقائی ولسانی منافرت پر اکسانے والی کتابیں آدمی کو ایسی دلدل میں پھنسا دیتی ہیں کہ جس سے نکلنا پھر بہت مشکل ہو جاتا ہے، ایسی کتابوں سے ہر صورت دور رہنا چاہئے۔

جوانی میں کتابیں پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی دوربین سے چاند دیکھ رہے ہوں، ادھیڑ عمر میں کتابوں کا مطالعہ ایسے ہی ہے جیسے کھلے آنگن میں چاند کو دیکھا جائے اور بڑھاپے میں کتاب بینی ایسی ہے جیسے اونچی ہموار جگہ سے چاند کا نظارہ کیا جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مطالعے سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں ان کی گہرائی اپنے ذاتی تجربے کی گہرائی کے تناسب سے بدلتی رہتی ہے، جو شخص کتاب زندگی جیسے بے لفظ کتاب کا مطالعہ کرنے کا ہنر رکھتا ہے وہی شخص حسین اور لاجواب باتیں کر سکتا ہے، وہ سچائی جو لفظوں میں سما نہیں سکتی اگر کسی کی سمجھ میں آجائے تو اسے حکمت اعلی کا ادراک ہو جاتا ہے، ادب وہ منظر ہے جو میز پر رکھا ہے اور منظر وہ ادب ہے جو زمین پر بکھرا ہوا ہے، مطالعہ سب سے بڑی مسرت ہے۔

کہتے ہیں کہ ادبیات عالیہ کی کتابیں سردیوں میں پڑھنی چاہئے کیونکہ ان

دنوں ذہن اور توجہ ان دونوں پر مرکوز رہ سکتی ہے، تاریخ کا مطالعہ گرمیوں میں کرنا چاہئے کیونکہ ان دنوں آدمی کے پاس کافی وقت ہوتا ہے، پرانے فلسفیوں کا مطالعہ خزاں میں کرنا چاہئے کیونکہ ان کے خیالات بڑے دلکش ہوتے ہیں اور دور حاضر کے ادیبوں کی کتابیں موسم بہار میں پڑھنی چاہئے کیونکہ ان کو پڑھنے سے فطرت میں جان پڑتی ہے۔

یقین جانئے جو مطالعہ کرنا جانتا ہے وہ جہاں جاتا ہے اس کے لئے ہر چیز کتاب بن جاتی ہے، پہاڑ اور دریا بھی کتابیں ہیں، چاند اور پھول بھی کتابیں ہیں، محبت اور نفرت بھی ایک کتاب ہے۔

آج کل آپ کے زیر مطالعہ کونسی کتاب ہے؟ اگر نہیں ہے تو ملکی موسم کے حساب سے کتاب کا انتخاب کر لیجئے۔

ادب

علامہ انور شاہ کشمیریؒ پان کے شوقین تھے،مگر آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جب حدیث شریف کی تدریس کے لئے درس گاہ تشریف لے جاتے تو درس گاہ میں داخل ہونے سے پہلے پان کی پیک پھینک دیتے اور آم کا پتہ چبا لیتے، بعد اس کے درس گاہ میں قدم رکھتے تاکہ منہ میں تمباکو کی بو باقی نہ رہے (اجلاس صد سالہ بتغیر)

کتابوں کا دب

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کتابوں کا بہت ادب کرتے تھے،ایک دفعہ آپ نے خود فرمایا کہ میں نے سات سال کی عمر کے بعد دین کی کسی کتاب کو بغیر وضو ہاتھ نہیں لگایا،اور کتاب کو مطالعہ میں کبھی اپنے تابع نہیں کیا،جس نشست پر بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں اگر حاشیہ دوسری جانب ہوتا ہے تو کتاب کو گردش دے کر حاشیہ اپنے سامنے کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی، کتاب کی ہیئت بدلے بغیر خود اپنی نشست بدل کر حاشیہ کی جانب آ بیٹھا ہوں۔

مدینہ منورہ کے تعلق سے اشعار

(۱)

اے خدا کر یہ کرم کہ یہ سعادت مرے ہاتھ آئے
شہر مدینہ میں مری زندگی کا آخری سانس آئے

(۲)

ہو جب بھی مدینہ حاضری لیکر کچھ ساتھ آئے
ایسا نہ ہو کہ خالی ہاتھ گئے تھے خالی ہاتھ آئے

(سلام لاچپوری)

(۳)

میں نے جب آپ کی دہلیز کو آقا چوما
یوں لگا آپ نے جیسے مرا ماتھا چوما
ہونٹ فارغ ہوئے پل بھر کو نہ آنکھیں مری
کبھی جالی کبھی روضہ کبھی پردہ چوما
آپ کو خواب میں دیکھا تو مقدر جاگے
جھوم اٹھا نعت پڑھی رو دیا لپٹا چوما
ان کے قدموں کی طرف لے گئے جب ہونٹ مجھے
ہونٹ بھی نقش قدم بن گئے اتنا چوما

حجرِ اسود کو دیا بوسہ تو محسوس ہوا
حجرِ اسود کو نہیں ہاتھ خدا کا چوما
میں بتاتا ہوں تمہیں عشق نوردی کیا ہے
اک آہٹ کے لئے سارا مدینہ چوما
شہد سا دوڑ گیا ہے مری شریانوں میں
جب کبھی پڑھ کے درود اپنا انگوٹھا چوما
منزلیں رہتی ہیں نگاہ میں مظفر مرے
وہ جدھر سے بھی گئے ہیں میں نے وہ رستہ چوما (مظفر وارثی)

(۴)

صبا بیشک آئی مدینہ سے تو ہے
کہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی بو ہے
سنی میں نے طوطی و بلبل کی باتیں
ترا تذکرہ ہے تری گفتگو ہے
جیوں ترے در پر مروں ترے در پر
یہی مجھ کو حسرت یہی آرزو ہے
تری راہ میں خاک ہو جاؤں مر کر
یہی مری حرمت یہی آبرو ہے (امیر مینائی)

نبی کی خصوصیت

عن عائشہؓ قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ما نسیتہ قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کی تدفین کونسی جگہ ہو اس بارے میں اختلاف ہوگیا، صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے سنا ہے کہ نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کا انتقال ہوا ہو، اس کی ایک حکمت یہ ہے کہ لوگوں میں اختلاف نہ ہو اور یہ صرف نبی کی خصوصیت ہے، در مختار میں ہے ''**ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا لاختصاص ھذہ السنۃ بالانبیاء.**

گھر میں کسی میت کی تدفین نہ کی جائے اگر چہ وہ چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو یہ صرف انبیاء کی خصوصیت ہے۔

بنوریہ ٹاؤن کی فتاوی سائٹ پر ہے کہ گھر میں قبر بنانا جائز نہیں ہے اگر کوئی قبر بنا ہی لی ہو تو اس پر کمرہ بنانا ناجائز ہے قبر کی جگہ سے ہٹ کر کمرہ بنالیا جائے۔

دار العلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر ہے

سوال۔ میرے گھر کے اندر ایک قبر ہے جو کہ بہت پرانی ہے وہ قبر ایک

حافظ صاحب کی ہے جن کو ۱۹۴۷ء کے فساد میں شہید کر دیا گیا تھا، مسئلہ یہ ہے کہ اب نیا گھر بننے والا ہے اور وہ قبر بیچ میں آرہی ہے، تو اب کیا کریں؟

جواب۔ اگر وہ قبر والی جگہ آپ کی ملکیت ہے تو گھر بناتے وقت اس قبر کو برابر کر کے اس پر تعمیر کر سکتے ہیں۔

بنوی ٹاؤن کی سائٹ پر ایک اور فتوی ہے کہ اگر قبرستان موقوفہ ہو اور قبر کے نشان مٹ چکے ہو تو اس میں جدید اموات کی تدفین کی جائے، اور اگر تدفین کی حاجت نہیں رہی تو اس کو کسی ایسے مصرف میں استعمال کیا جائے جو وقف ہو مثلاً مدرسہ، مسجد، عید گاہ، جنازہ گاہ ذاتی ملکیت میں لینا کسی صورت جائز نہیں، نیز اگر قبرستان کے وقف ہونے کا کوئی واضح ثبوت نہ ہو تو عام اموات کا اس میں بلا روک ٹوک دفن ہوتے رہنا ہی اس کے وقف ہونے کا قرینہ قرار دیا جائے گا۔

اور اگر قبرستان کی زمین کسی کی ذاتی ملکیت ہو اور اس کی اجازت کے بغیر اس میں میت دفن کی گئی ہو تو مالک زمین اس میت کو وہاں سے نکال سکتا ہے اور اگر اس کی اجازت سے میت دفن کی گئی ہو لیکن قبر کے نشانات مٹ چکے ہو تو اس پر گھر بنانا یا کھیتی باڑی کرنا جائز ہے۔

گنبد کیوں؟

نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبر وان یقعد علیه وان یبنی علیه (مسلم)

قبر کو نہ پختہ بنایا جائے نہ اس پر بیٹھا جائے اور نہ اس پر عمارت تعمیر کی جائے۔

پھر آپ کی قبر پر عمارت اور گنبد کیوں ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب قبر بنی تو تو وہ عام قبروں کی طرح کچی قبر ہی تھی اور زمین سے صرف ایک بالشت اونچی اونٹ کے کوہان نما تھی۔

عن سلیمان التمار انه رأی قبر النبی مسنّماً

سلیمان تمار کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی قبر کو دیکھا ہے جو کوہان نما ہے۔

آپ کی قبر مسجد نبوی سے ایک بالشت کے فاصلے پر بنائی گئی تھی۔

قبر کو زمین سے ایک بالشت اونچا رکھنے کی حکمت ابن قدامہؒ نے یہ لکھی ہے کہ تاکہ معلوم ہو کہ یہ قبر ہے اس سے قبر کا احترام ہوگا اور میت کے لئے دعائے مغفرت ہوگی۔

قبر کی دو قسمیں ہیں

قبر کی دو قسمیں ہیں (۱) لحد یعنی بغلی مدینہ منورہ میں لحد قبر بنتی تھی کیونکہ وہاں کی زمین سخت تھی۔

(۲) شق ۔صندوقی یہ قبر مکہ مکرمہ میں بنائی جاتی تھی کیونکہ وہاں کی زمین نرم تھی۔

عشق نبی

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

بحر و بر در گوشہ دامان اوست

عشق کی پونجی عشق رسول ہے سمندر اور دھرتی اس کے دامن کے کونے میں سما جائے۔

زانکہ ملت را حیات از عشق اوست

برگ و ساز کائنات از عشق اوست

کیونکہ ملت کی بقا آپ کے عشق سے ہے، کائنات کی کل پونجی آپ کی محبت ہی تو ہے۔

روح را جز عشق او آرام نیست

عشق او روزیست کہ او را شام نیست

آپ کے عشق کے علاوہ روح کو کہیں چین نہیں ہے، آپ کا عشق وہ دن ہے جسے شام نہیں ہے (پیام مشرق، علامہ اقبالؒ)

نکاح نعمت الٰہی ہے

ہے نکاح نعمت الٰہی
کرنی اس کی قدر چاہیئے
زوجین کی اچھائیوں پر
سدا اپنی نظر چاہیئے
ہو جائے کسی سے گر خطا
کرنا اسے درگذر چاہیئے
ہے دونوں اک دوجے کے ہم سفر
موت تک رہنا جاری یہ سفر چاہیئے
لگے اک کو چوٹ تو احساس دوجے کو ہوں
دونوں میں ہونی محبت اس قدر چاہیئے (سلام لاجپوری)

میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو وقت دے

روایت میں ہے

ان لنفسک علیک حقا، وان لعینک علیک حقا، وان لزوجک علیک حقا، میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو وقت دے، ورنہ یہ رشتہ کمزور ہوتا چلا جاتا ہے، کسی نے کہا ہے کہ جو وقت نہیں دیتا وہ محبت کیا دے گا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہرروز عصر کی نماز کے بعد اپنی

بیویوں سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

نرمی

اپنے لہجے پہ غور کر کے بتا

لفظ کتنے ہیں تیر کتنے ہیں

حدیث پاک میں آقا کا ارشاد ہے

اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا،و الطفهم باهله.

سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس میں بطور خاص دوصفت ہو ایک اس کے اخلاق اچھے ہو، دوم گھر والوں کے لئے نرم دل ہو، ہمارا حال الٹا ہے ہمارا رویہ گھر والوں کے ساتھ سخت اور باہر والوں کے ساتھ نرم ہوتا ہے الا ماشاءاللہ۔

حدیث پاک میں ہے

ان اللـه رفیق یحب الرفق فی الامر کله،ویعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف ومالا یعطی علی ماسواه (متفق علیہ)

اللہ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے۔

ایک اور روایت میں آپ کا ارشاد ہے کہ جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ تمام بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔

گجراتی میں کہاوت ہے کہ ہڈ واس تھی کہے سوتو کوئی نی جوڑے کڑ واس

نہیں تھائے۔

کسی نے کیا خوب لکھا ہے کہ

لوہا نرم ہوکر اوزار بن جاتا ہے۔

سونا نرم ہوکر زیور بن جاتا ہے۔

مٹی نرم ہوکر کھیت بن جاتی ہے۔

آٹا نرم ہوکر روٹی بن جاتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح اگر انسان بھی نرم ہوجائے تو لوگوں کے دلوں میں جگہ بنالیتا ہے۔

نرمی کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس سے بھی لگایئے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم کا درمیانی لفظ بھی وہی رکھا ہے جو نرمی کا مفہوم لئے ہوئے ہے اور وہ ہے ''ولیتلطف،،

اس سے بڑھ کر خالق کائنات خود محبوب کائنات سے فرمارہے ہیں کہ

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك.

اللہ تعالی کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

کیوں؟ اس لئے کہ بدخوئی اور سخت دلی لوگوں کو متنفر اور ان کے دلوں میں

بغض پیدا کرتی ہے۔

کہتے ہیں کہ جیسے لوہا لوہے کو کاٹتا ہے اسی طرح دل نرم ہے نرمی سے نرم ہوتا ہے۔

گجراتی میں کہاوت ہے کہ

دل پچھے نرم دل تھی نارم

اس تعلق سے کسی شاعر کا بہت اچھا شعر ہے کہ ؎

عجیب درد ہے دل کے کونے میں
سکوں مل رہا ہے مجھ کو آج رونے میں
یہ کیا کہ پھینک دیا استعمال کرتے ہی
ذرا سا فرق تو رکھو دل اور کھلونے میں

اللہ کو دل اور زبان کا سخت ہونا پسند نہیں

اللہ تعالی کو دل اور زبان کا سخت ہونا پسند نہیں ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے دونوں کو بغیر ہڈی کے بنایا ہے، انہیں نرم ہی رکھنا ہے، یہ نرم کیسے ہوں گے؟ نسخہ یہ ہے کہ دل محبت سے نرم ہوگا اور زبان اخلاق سے۔

شعر ہے کہ ؎

خدا کو ناپسند تھی سختی زبان میں
اس لئے پیدا نہ کی ہڈی زبان میں

یزیداور بایزید

خطیب الامت حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھلویؒ کا ملفوظ ہے کہ ہم لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ ہمارا رویہ گھر والوں کے ساتھ یزید جیسا اور باہر والوں کے ساتھ بایزید جیسا ہوتا ہے الا ماشاءاللہ۔

اسی بات کو کسی نے ایک اور انداز میں بیان کیا ہے کہ ہمارا حال یہ ہے کہ باہر بڑائیاں اور گھر میں لڑائیاں۔

اس کو دیکھ کر گھر والے شاعر کی زبان میں یوں کہتے ہوں گے کہ ؎

رفعتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بس ہم گھر والوں پر

معافی

سڑک کتنی بھی صاف ہو دھول تو ہو ہی جاتی ہے
انسان کتنا بھی اچھا ہو بھول تو ہو ہی جاتی ہے
کون ہے جو خطا سے پاک ہے
وہ تو صرف خدا کی ذات ہے
انسان سے تو غلطی ہوتی رہتی
دن رات ہے (سلام لاجپوری)

قرآن کریم میں ہے

فمن عفا و اصلح فاجره علی الله

جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، برائی کرنے والے کو معاف کر کے اصلاح کرنا مرتبہ فضل ہے اس لئے فرمایا **فمن عفا و اصلح فاجره علی الله**

و العافين عن الناس.

اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالی نے صالحین کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ "**و العافين عن الناس**"

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن عرش سے ایک منادی اعلان کرے گا کہ اے لوگو! جس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہ کھڑا ہو جائے، تو صرف وہی کھڑا ہوگا جس نے دنیا میں معاف کیا ہوگا۔

حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ

صل من قطعک و اعف عمن ظلمک و احسن الی من اساء اليک

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اپنے ہاتھ میں لی اس میں میں نے ایک رقعہ پایا اس میں لکھا تھا

صل من قطعک و احسن الی من اساء اليک وقل الحق ولو

علی نفسک

جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، جو تیرے ساتھ برا معاملہ کرے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کر اور حق بات کہہ اگر چہ وہ تیری ذات کے خلاف ہو۔

ایک اور حدیث مبارک میں ہے

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث من کن فیه حاسبه الله حسابا یسیرا وادخله الجنة برحمته،قالوا، لمن یا رسول الله؟قال،تعطی من حرمک،وتعفو عمن ظلمک،وتصل من قطعک،قال فاذا فعلت ذلک،فمالی یا رسول الله،قال ان تحاسب حسابا یسیرا ویدخلک الله الجنة برحمته(المستدرک علی الصحیحین للحاکم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین صفات ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں بھی ہوں اللہ تعالی اس سے آسان حساب لے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کن (صفات والوں) کو؟ آپ نے فرمایا! جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کر، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر، اور جو تجھ سے (رشتہ داری اور تعلق) توڑے تو اس سے جوڑ، صحابی نے عرض کی! یا رسول اللہ! اگر میں یہ کام

کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ سے حساب آسان لیا جائے گا، اور تجھے اللہ تعالی اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرما دے گا۔

اشعار

جانِ محسن تو بھی تھا ضدی انا مجھ میں بھی تھی
دونوں خودسر تھے جھکا تو بھی نہیں میں بھی نہیں
(محسن نقوی)

جانے کس کی تھی خطا یاد نہیں
ہم ہوئے کیسے جدا یاد نہیں

کچھ سمجھوتہ کرلینا کچھ دکھ بھی سہہ لینا
اگر رشتہ بنائے رکھنا ہے تو تھوڑا صبر بھی کر لینا

محبت میں خطائیں اک جانب سے نہیں ہوتی
نہ تم الزام دو ہم کو نہ ہم الزام دے تم کو
زمانہ ہو گیا اقبال ہم اک ساتھ رہتے ہیں
تعجب ہے سمجھ پائے نہ تم ہم کو نہ ہم تم کو

رشتہ دل سے ہونا چاہئے شبدوں سے نہیں
نا راضگی شبدوں میں ہونی چاہئے دل میں نہیں

فضول تم کڑواہٹ کی باتیں کرتے رہے
مجھے تو تمہاری گالیاں بھی مصری لگتی ہے

نظر کی چوٹ جگر میں رہے تو اچھا ہے
یہ بات گھر کی گھر میں رہے تو اچھا ہے (داغ)

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا (چراغ حسن)

کیوں بناتے ہو رقیبوں کو مشیر
تم کو مجھ سے مجھ کو تم سے کام ہے (داغ)

نہ ہو یارب ایسی طبیعت کسی کی
کہ ہنس ہنس کے دیکھے مصیبت کسی کی

پھولوں نے زخم دیئے تو کانٹوں سے گلہ کیا
کیا کرنا تھا اپنوں کو سلوک اور کیا کیا

کسی کو کانٹوں سے چوٹ پہنچی کسی کو پھولوں نے مار ڈالا
جو ان سے بچ نکلے انہیں اصولوں نے مار ڈالا

یہاں لوگ اپنی غلطی نہیں مانتے
تو کسی کو اپنا کیا مانیں گے

تلخ حقیقت

آپڑی پاسے مکانوں اونچا چھے، پن وچاروں نیچا چھے، واہنوں ماٹے راستہ پوڑا چھے پن من نی گلیوں ساں کڑی بنی گئی چھے، گھر وساڑ تھئی گیا چھے پڑ کٹومب نانا تھئی گیا چھے۔

رشتہ

رشتوں کو ایسی محبت اور احترام سے نبھانا چاہئے جیسے شہد کی مکھی کہ وہ پھولوں سے اگر رس نکال بھی لیتی ہے تب بھی پھولوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہونے دیتی۔

زندگی دو ہی اصولوں پر گذارو

دو دن کی زندگی ہے اسے دو ہی اصولوں پر گذار دو

ملو تو پھول بن کر   بکھروں تو خوشبو بن کر

فاصلے بڑھتے ہیں تو......

فاصلے بڑھتے ہیں تو غلط فہمیاں بھی بڑھ جاتی ہے پھر وہ بھی سنائی دیتا ہے جو کہا بھی نہ ہو۔

میں اپنے نفس کی ساری صدائیں چھوڑ دیتا ہوں

میں لوگوں سے محبت میں انائیں چھوڑ دیتا ہوں

وفائیں یاد رکھتا ہوں جفائیں چھوڑ دیتا ہوں

کھلے رکھتا ہوں دل کے راستے ناراض لوگوں پہ

میں واپس آنے والوں کی خطائیں چھوڑ دیتا ہوں

میں سب لوگوں سے ملتا ہوں ادب سے بات کرتا ہوں

یہ شہرت اور بلندی کی ہوائیں چھوڑ دیتا ہوں

تکبر شور کرتا ہے کرو تذلیل لوگوں کی

میں اپنے نفس کی ساری صدائیں چھوڑ دیتا ہوں

کمال یہ ہے

خزں کی رت میں گلاب لہجہ

بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

ہوا کی زد پہ دیا جلانا

جلا کے رکھنا کمال یہ ہے

ذرا سی لغزش پہ توڑ دیتے ہیں

سب تعلق زمانے والے

سوا ایسے ویسوں سے بھی
تعلق نبھا کے رکھنا کمال یہ ہے

خاندان آدمی کی طاقت ہوتا ہے

خاندان آدمی کی طاقت ہوتا ہے، قرآن کریم میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے امت کو دین کی دعوت پیش کی اور کرتے رہے تو لوگ ان سے بیزار اور ناراض ہوئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ شعیب کو سخت سے سخت سزا دے اور سدا کے لئے خاموش کردے لیکن وہ آپ کی خاندانی عظمت وشوکت سے مرعوب اور سہمے ہوئے تھے، انہوں نے اپنی بے بسی کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ "**ولولا رهطك لرجمنك وما انت علينا بعزيز**"،(ھود۹۱)

اگر تمہارے ساتھ تمہارے خاندان کے آدمی نہ ہوتے تو ہم ضرور تمہیں سنگسار کردیتے ہمارے سامنے تمہاری کوئی ہستی نہیں۔

مکہ مکرمہ میں دشمنان اسلام نے آپ کی آواز حق کو دبانے اور ختم کرنے کے کئی خطرناک اور ناپاک مقصد بنائے مگر انجام دینے کی راہ میں آپ کا خاندان بنو ہاشم اور عبد مناف کے خوف نے کہ وہ ہم سے مقابلے میں آئیں گے تو ہم ذلیل ہوں گے، باز رکھا، اور جب انہوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ بھی کیا تو خاندان بنو ہاشم اور عبد مناف سے بچنے کے لئے ہر خاندان کا ایک فرد ساتھ رکھا تا کہ وہ مقابلہ نہ کرسکے اور بدلہ نہ لے سکے۔

اسلام کیا پسند کرتا ہے.....

آج کل لوگ ایک سوال کرتے ہیں کہ اسلام کیا پسند کرتا ہے(۱)مشترکہ خاندانی نظام (۲) یا سب کا الگ الگ رہنا

جواب یہ ہے کہ دونوں آپشن ہے، مشترکہ خاندانی نظام یہ ’عزیمت،، ہے اور الگ الگ طور پر رہنا یہ ’’رخصت،، ہے۔

دین کسی ایک ہی کو ہمیں اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا، حکمت و مصلحت اور اپنی طاقت وحیثیت کو مقدم رکھتا ہے۔

علیحدہ گھروں کی دلیل دی جائے تو عہد نبوت کے طرز معاشرت کو دیکھ لیجئے، اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام بیویوں کو الگ الگ رکھا۔

سورۂ توبہ کی یہ آیت بھی اس پر خوب روشنی ڈالتی ہے، فرمایا کہ

ان تاکلوا من بیوتکم اوربیوت آبائکم او بیوت امھاتکم او بیوت اخوانکم تا خلتکم(نور۶۱)

کوئی روک نہیں ہے تم پر کہ ضرورت کے وقت تم کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر۔

فہرست میں سب کے سب قریب عزیز ہیں، ایک ہی خاندان کے افراد

ہیں، مگر سب کے گھر الگ الگ ہیں اور چولہے اور ہانڈی بھی الگ الگ۔

اسلام کا ایک اہم اصول

اسلام کا یہ ایک اہم اصول ہے کہ اسلام نے بہت سے احکام کو مصالح کے پیش نظر مسلمانوں کی بالغ نظری، دور اندیشی اور مصلحت بینی پر موقوف رکھا ہے۔

درود پاک

من صلی علیه عشر مرات

کان له عدل عشر رقاب

من صلی علیه عشرا او اکثر

امنّہ اللہ یوم الفزع الاکبر

درود پاک اپنے ہونٹوں پر سجا لیتے ہیں
ذکر آپ کا ہو آنسو بہا لیتے ہیں
کروڑوں درود آپ پر ہو مگر کم ہیں
درود مصطفیٰ سانسوں میں بسا لیتے ہیں
سنو رحمت کو گھر گھر میں آنے دو
پڑھ کر درود ہم رب کو منا لیتے ہیں
کبھی ہو درود کبھی سلام آپ پر
نحوست گناہوں کی یہ مٹا دیتے ہیں
وسیلۂ بخشش درود پاک بھی ہے
ناامیدی سے سلیم کو بچا لیتے ہیں

وہی زمانے میں عالی مقام ہوتا ہے
زباں پہ جس کی درود وسلام ہوتا ہے
شرف یہ کس کو ملا ہے مرے نبی کے سوا
کہ عرش پر بھی خدا ہم کلام ہوتا ہے

مرے وجود سے باہر بھی ہے کوئی موجود
جو مرے ساتھ سلام وثنا میں رہتا ہے
درود پہلے بھی پڑھتا ہوں اور بعد میں بھی
اسی لئے تو اثر بھی دعا میں رہتا ہے

(افتخار عارف)

وہ جن کا نام ہمیں جسم وجاں سے پیارا ہے
سوا شفاعت آقا کہاں گذارا ہے
پڑھو درود حضور کی ذات پراے لوگو
یہی حشر میں زادِ سفر ہمارا ہے

سالارکارواں ہے میرحجاز اپنا

اسی نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

کافر ہندی ہوں میں دیکھ مرا ذوق وشوق

دل میں صلوۃ ودرود لب پہ صلوۃ ودرود (اقبال)

ہمارے گھر میں دونوں ذوق موجود ہیں

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ تحریر کرتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس میں حضرت والد محترم (مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ) اور عم محترم (مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ) دونوں بزرگ تشریف لے گئے تھے، میں بھی پہنچا تھا، مگر کسی وجہ سے بروقت نہیں پہنچ سکا اور جب اجلاس کے آخری روز دیوبند پہنچا تو قاری محمد طیب صاحبؒ اختتامی خطاب فرما رہے تھے، والد صاحب اور صوفی صاحب مولانا محمد سالم صاحب قاسمی کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے، جب میں پہنچا تو میرا بستر دونوں بزرگوں کے درمیان لگا دیا گیا، میں نے حال احوال پوچھا تو والد صاحب نے کہا کہ کوئی حال نہیں، صوفی رات کو خراٹے لیتا ہے اور سونے نہیں دیتا، صوفی صاحب کہنے لگے کہ خراٹے خود لیتے ہیں اور ذمے دوسروں کے لگا دیتے ہیں، اب جب رات ہوئی اور ہم بستر پر لیٹے تو میں نے دیکھا کہ دونوں بزرگ زور زور سے خراٹے لے رہے ہیں، میں نے منہ پر ہاتھ رکھا اور بھاگتا ہوا باہر آ گیا اور پھر میری ہنسی چھوٹ گئی۔

صد سالہ اجلاس سے فارغ ہوکر ایک روز دونوں بزرگوں نے میرے بارے میں مشورہ کیا کہ اسے دیوبند کی سیر کرانی چاہئے، چنانچہ مجھے لے کر دونوں حضرات نے دیوبند کا چکر لگایا، میں نے ان کے ہمراہ حضرت مدنی کا مکان اور مسجد دیکھی، علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے گھر حاضری دی جہاں ان کے فرزند مولانا محمد ازہر

شاہ قیصر اور داماد حضرت مولانا احمد رضا بجنوریؒ سے ملاقات ہوئی، مسجد چھتہ میں انار کا وہ درخت دیکھا جس کے نیچے بیٹھ کر حضرت ملا محمود نے مولانا محمود حسن کو پہلا سبق پڑھایا تھا اور دار العلوم دیوبند کا آغاز ہوا تھا اور دیگر بہت سے مقامات مجھے دکھائے، چلتے چلتے والد صاحب نے پوچھا کہ قبرستان بھی دیکھنا ہے؟ میں نے کہا کہ جی۔ہم قبرستان گئے تو بالکل دل کی بات کرتا ہوں کہ واقعۃً حضرت شیخ الہند اور حضرت مدنی کی قبروں پر جو ساتھ ساتھ بنی ہوئی ہیں، عجیب سا سکون محسوس ہو رہا تھا، میں تاریخ کا طالب علم ہوں اس عظیم المرتبت استاذ اور جلیل القدر شاگرد کو اکھٹے آرام فرما دیکھ کر تاریخ کے کئی مناظر ایک تیز رفتار فلم کی طرح ذہن کی اسکرین پر گھوم گئے۔

حضرت صوفی صاحب کا حضرت مدنی کے ساتھ شاگردی کے ساتھ ساتھ بیعت کا تعلق بھی تھا، وہ تو قبر کو دیکھ کر سیدھے وہاں پہنچے اور مراقبے میں بیٹھ گئے، اب منظر یہ تھا کہ حضرت صوفی صاحب مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور حضرت والد صاحب تھوڑے فاصلے پر کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں اور میں درمیان میں کھڑا ہوں، میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں بھی چچا جان کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھ جاؤں، مگر پیچھے کھڑے والد صاحب سے ڈر بھی رہا ہوں، تھوڑی دیر گذری تو والد صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں کہا کہ ''اٹھا ایس بدعتی نو، جھنڈ مار کے بہہ گیا اے،، اس بدعتی کو اٹھاؤ یہ کیا چادر میں سر دے کر بیٹھ گیا ہے، اب میں انہیں کیا اٹھاتا

کہ میرا تو خود جی ان کے ساتھ بیٹھنے کو چاہ رہا تھا، حضرت صوفی صاحب کم وبیش دس بارہ منٹ تسلی سے مراقبہ میں بیٹھے رہے پھر اٹھے اور کہا کہ چلیں، آپ کو ہر کام بدعت نظر آتا ہے اور پھر ہم تینوں کوئی اور بات کئے بغیر اگلی منزل کی طرف چل پڑے۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ دیوبندیت شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کے الگ الگ ذوقوں کے اجتماع اور امتزاج کا نام ہے دونوں الگ الگ بلکہ بظاہر متضاد ذوق نظر آتے ہیں مگر حضرت قاری صاحب کا ارشاد ہے کہ ان دونوں ذوقوں کو جمع کیا جائے تو دیوبندیت تشکیل پا جاتی ہے۔

میں اس پر کہا کرتا تھا کہ ہمارے گھر میں دونوں ذوق موجود ہیں، والد محترم شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ذوق کی نمائندگی کرتے ہیں اور حضرت صوفی صاحب شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے ذوق کے نمائندہ ہیں، اس لئے ہمارا گھرانہ دیوبندیت کی مکمل نمائندگی کرتا ہے، خود میرا حال یہ ہے کہ میں نے کئی بار اپنے دل و دماغ کو ٹٹولا ہے اور یہ دیکھنے کی کوشش کی ہے کہ میرا دل و دماغ ابن تیمیہ اور ابن عربی میں سے کس کو ترجیح دیتا ہے؟ مگر آج تک فیصلہ نہیں کر پایا، مجھے دونوں سے یکساں دلی محبت ہے اور دونوں کے الگ الگ ذوق کو دین کا اہم اور ضروری حصہ سمجھتا ہوں۔ (بحوالہ حضرت والد محترم سے وابستہ چند یادیں)

یہ جملے اب بھی میرے کانوں میں ''شاں شاں،، کرتے رہتے ہیں

حضرت دامت برکاتہم العالیہ تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت صوفی صاحبؒ نے مجھے پاس بٹھا کر بڑی شفقت سے سمجھایا اور ان کی یہ بات میرے دل و دماغ میں نقش ہوگئی، فرمایا کہ بیٹا! صحافت (اس وقت میں صحافت سے بھی جڑا ہوا تھا) اور خطابت لوگوں تک کوئی بات پہنچانے کا ذریعہ ہے، یہ ضرور آدمی کے پاس ہونا چاہئے ،لیکن پہنچانے کے لئے کوئی چیز بھی پاس موجود ہونا چاہئے ،اگر اپنے پاس کچھ ہوگا تو دوسروں تک پہنچاؤ گے،اور اگر اپنا سینہ علم سے خالی ہوگا تو دوسروں کو کیا دو گے؟ ٹونٹی کتنی خوبصورت کیوں نہ ہو وہی چیز باہر نکالے گی جو ٹنکی میں ہوگی اور اگر ٹنکی میں کچھ نہیں ہوگا تو ''شاں شاں،، کرے گی، حضرت صوفی صاحب کے اس محبت بھرے لہجہ اور ''شاں شاں،، کی مثال نے ایک لمحے میں دل و دماغ کا کانٹا بدل دیا اور یہ جملے اب بھی میرے کانوں میں ''شاں شاں،، کرتے رہتے ہیں۔

چند نعتیہ کلام اور دیگر اشعار

طیبہ کو جانے والے تجھے دیتا ہوں دعائیں
درِ مصطفیٰ پہ جا کے تو جہاں کو بھول جائیں

کعبہ مرے دل میں ہے مدینہ ہے نظر میں
اور کونسی رونق کی کمی ہے مرے گھر میں

اک نام محمد ہے جو بڑھ کر کبھی گھٹا نہیں
ورنہ ہر اک عروج میں پنہاں زوال ہے

کتنا بڑا اکرم ہے کہ تائب سا بے ہنر
توصیف مصطفیٰ کے لئے چن لیا گیا (عبدالحفیظ تائب)

اپنا معیار زمانے سے جدا رکھتے ہیں
ہم تو محبوب بھی محبوب خدا رکھتے ہیں

کرو ذکر مرے حضور کا

کہ کھلے دریچہ شعور کا

وہ دل و نظر میں ہے جلوہ گر

نہیں رابطہ بڑے دور کا (اسد ملک)

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

ترے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

(پروین شاکر)

ہر ابتداء سے پہلے ہر انتہا کے بعد

ذات نبی بلند ہے ذات خدا کے بعد

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ

میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ کے بعد (مظفر وارثی)

نبی کی یاد سے روشن مرے دل کا نگینہ ہو

وہ مرے دل میں رہے ہمیشہ مرا دل بھی مدینہ ہو

عشق نبی جس کے سینے میں ہے
وہ جہاں بھی ہو مدینے میں ہے

پایا ہے جو سرور بیان حضور میں
شاید نہ مل سکے وہ شراب طہور میں
(قتیل شفائی)

اپنی زباں سے کام لئے جا رہا ہوں
ہر وقت ترا نام لئے جا رہا ہوں

زباں پر جوں ہی آیا نام محمد
جھکا دل پئے احترام محمد
مرے لب پہ مری زباں پہ ہر دم
درود محمد سلام محمد
یہی مری بہزاد بس بندگی ہے
لئے جاؤں دن رات نام محمد

اے قلم جھک جا ترے جھکنے کا مقام آیا ہے
تری نوک کے نیچے مرے محمد کا نام آیا ہے

آپ آئے ہیں اندھیروں کو مٹانے کے لئے
کیوں نہ ہو آپ کا ہر طور طریق روشن

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے
حضرت آپ کی نظروں کا یہ اعجاز ہے
جس طرف نظریں اٹھیں سب تمہارے ہو گئے

(ساغر صدیقی)

گلاب ہو وہ کنول ہو کہ یاسمین کوئی
رخ رسول سے بڑھ کر نہیں حسین کوئی
خدا کا نام تو خیر اک اسم اعظم ہے
ملا نہ نام محمد سے بہترین کوئی

براق برق پیکر لے چلا ہوں ذات انور کو
فضا میں تیر جائے جس طرح بجلی کی تابانی
حضور اس طرح گذرے گنبد مینائے گردوں سے
نظر جس طرح شیشے سے گذر جاتی ہے بآسانی

راہنمائی کی جہاں بھی ضرورت ہوگی
راہ نما صرف محمد کی شریعت ہوگی

مری زندگی میں یارب وہ حسین بہار آئے
کبھی خواب ہی میں نبیوں کا وہ تاجدار آئے
وہ ہوا خدا کا دشمن جو بنا تمہارا دشمن
وہ بنے خدا کا پیارا تمہیں جس پہ پیار آئے

جس رات مصطفیٰ سے ملاقات ہوگی
اے زندگی حسین اک رات ہوگی

فلسفیوں سے جو کھل نہ سکا

اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا

وہ راز کملی والے نے

بتلا دیا چند اشاروں میں

چراغ نور کی حاجت نہیں آفتاب نور کے بعد

اور کوئی پیمبر آ نہیں سکتا حضور کے بعد

وہ نور بن کے دلوں میں سمائے جاتے ہیں

رسول پاک دو عالم پہ چھائے جاتے ہیں

ادھر جفاؤں کے کانٹے بچھائے جاتے ہیں

ادھر رسول خدا مسکرائے جاتے ہیں

مقام رفعت شاہ امم نہ پوچھ اے دل

خیال کے بھی قدم ڈگمگائے جاتے ہیں

عمل چراغ ہے راہ نجات کے لیکن

چراغ خود ہی نہیں جلتے جلائے جاتے ہیں

خدا کرے کہ ہمارا بھی ان میں نام آئے
جو خوش نصیب مدینہ بلائے جاتے ہیں
حسین ہو کہ عمر ہوں بلال ہو کہ علی
جس کے عشق میں سب آزمائے جاتے ہیں

آپ کا نام محمد بھی ہے مبارک ایسا
لکھ دیا جائے تو کاغذ کا مقدر چمکے
ساری دنیا میں اک ایسا بھی حسیں گذرا
جسم چادر میں چھپائے تو وہ چادر چمکے
شب ظلمت کی طرح چھائی جہالت ہر سو
آپ کے نور سے آقا مرا گھر چمکے
یوں خیالوں میں ترا نور سا پیکر چمکے
جس طرح چاندنی راتوں میں سمندر چمکے
مرے سرکار کی کملی میں ہے جلوہ اتنا
روز محشر پوری امت کا مقدر چمکے
میں کرتا ہوں یہی اک آرزو مولی
بنوں مہماں مدینہ کا جو مقدر چمکے

بشیر احمد مرے آقا ہے ادنی امتی ترا
پھر نہ کیوں دو جہاں میں اس کا مقدر چمکے

مرے ہاتھوں سے مرے ہونٹوں سے خوشبو جاتی نہیں
گو لکھا بہت اور چوما بہت ہے میں نے اسم محمد

لوگ کہتے ہیں ترے پیکر کا سایہ نہ تھا
میں کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے چھایا سایہ ترا (احمد ندیم قاسمی)

تھکی ہے فکر رساں مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
اور عمر تمام لکھا مدح باقی ہے

ذکر سے ان کے ملا دل کا سکوں

چند آنسو آنکھ سے بھی بہہ گئے

ہے کہاں عشق نبی کی انتہا

ہم بھی اس دریا میں تہہ در تہہ گئے

جب غم فرقت بڑھا حد سے ندیم

نعت کے اشعار لکھتے رہ گئے (احمد ندیم قاسمی)

خدا کے گھر کا رستہ مصطفیٰ کے گھر سے جاتا ہے

وہاں سے جاؤ گے تو کوئی پیچ وخم نہیں ہوں گے

میں اس زمانے کا منتظر ہوں زمانہ جب بے مثال ہوگا

ہر اک مسجد مدینہ ہوگی ہر اک مؤذن بلال ہوگا

(مظفر وارثی)

الٰہی دکھلا دے مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں ہر دم تری رحمت برستی ہے

عجب ہے کیف عجب ہے خمار آنکھوں میں
بسا ہوا ہے نبی کا دیار آنکھوں میں

نہ دولت نہ شہرت نہ زر چاہتے ہیں
مدینے کا ہم تو سفر چاہتے ہیں

محمد مصطفیٰ ہیں یوں سب رسولوں میں
کہ جیسے ہو گلاب افضل زمانے بھر کے پھولوں میں
محمد اس طرح تشریف فرما ہیں مدینے میں
کہ جیسے سورۂ یٰس ہے قرآن کے سینے میں

کسی مجلس میں جب نعت شہہ عالم سناتے ہیں
فضائیں رشک کرتی ہیں فرشتے جھوم جاتے ہیں
شب معراج میں ختم رسل کا مرتبہ دیکھو
جہاں کوئی نہیں پہنچا وہاں تک آپ جاتے ہیں
کوئی اعجاز تو دیکھے مرے قرآن ناطق کا
لقب امی ہے لیکن علم کا دریا بہاتے ہیں
اترتے ہیں فرشتے آسماں سے پاسبانی کو
چرانے بکریاں صحرا میں جب سرکار جاتے ہیں
یہ ہے شان نبوت چاند ہو جاتا ہے دو ٹکڑے
شہہ کون و مکاں جب ہاتھ کی انگلی ہلاتے ہیں
ابل پڑتا ہے چشمہ بن کے برتن میں جو تھا پانی
شہہ دیں انگلیاں جب ہاتھ کی اس میں لگاتے ہیں
لگاتے ہیں ہم سرمہ سمجھ کر آنکھ میں اپنی
مدینہ پاک کی جس وقت بھی ہم خاک پاتے ہیں
مراد شمن بھی منہ پھیر کر آنسو بہاتا ہے
مرے ہمدم مری جب داستاں ان کو سناتے ہیں

مدینے کی جدائی اب بہت ہی شاق ہے ثاقب
نہ جانے کب تلک مولیٰ مجھے طیبہ بلاتے ہیں

(قاری صدیق باندویؒ)

نہ رئیس ہوں نہ امیر ہوں نہ بادشاہ ہوں نہ وزیر ہوں
درِ مصطفیٰ مری سلطنت ہے میں اسی سلطنت کا فقیر ہوں

مدینہ جا کے دیکھوں میں بھی میخانہ محمد کا
زہے تقدیر ہاتھ آئے جو پیمانہ محمد کا
جنوں خیزی میں بھی پیہم ادب ملحوظ رہتا ہے
کہ جل کر خاک ہو جاتا ہے پروانہ محمد کا
اسی نسبت سے پہچانیں گے مجھ کو لوگ محشر میں
لکھا ہوگا جبیں پر یہ ہے دیوانہ محمد کا
مری تسبیح کے دانوں کی عظمت لوگ کیا جانیں
کہ ذکر خیر کرتا ہے ہر اک دانہ محمد کا

(رضی عظیم آبادی)

آدم کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے

مکی مدنی ہاشمی و مطلبی ہے

پاکیزہ تر از عرش و سما جنت فردوس

آرام گہہ پاک رسول عربی ہے

آہستہ قدم نیچی نگاہ پست صدا ہو

کہ خوابیدہ یہاں روح رسول عربی ہے

اے زائر بیت نبوی یاد رہے یہ

بے قاعدہ جنبش لب یاں بے ادبی ہے

(سید سلیمان ندوی)

راتیں بھی مدینے کی باتیں بھی مدینے کی

جینے میں یہ جینا ہے کیا بات ہے جینے کی

عظمت کے مطابق جب الفاظ نہیں ملتے

تعریف کرے کوئی کس طرح مدینے کی

کسی وقت مدینے کی گلیوں سے وہ گذرے تھے

ان گلیوں میں اب تک بھی خوشبو ہے پسینے کی

ہر سال مدینے میں مرزا کو بلاتے ہیں

اس طرح جگاتے ہیں تقدیر کمینے کی

مدینے کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ
جبیں افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلا ہوں اک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دیدیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
کہاں میں اور کہاں روضہ اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے مگر دزدیدہ دزدیدہ
غلامان محمد دور سے پہچانے جاتے ہیں
دل گرویدہ گرویدہ سر شوریدہ شوریدہ
مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضا سنجیدہ سنجیدہ
بصارت کھوگئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
مدینے ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ
وہی اقبال جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراق طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ (اقبال عظیم)

پھر پیش نظر گنبد خضرا ہے حرم ہے
پھر نام خدا روضہ جنت میں قدم ہے
پھر شکر خدا سامنے محراب نبی ہے
پھر سر ہے مرا اور ترا نقش قدم ہے
محراب نبی ہے کہ کوئی طور تجلی
دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نم ہے
پھر بارگاہ سید کونین میں پہنچا
یہ ان کا کرم ان کا کرم ان کا کرم ہے
ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کر کرے شکر
کم ہے بخدا ان کی عنایات سے کم ہے

کعبے کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط
ہاتھوں میں حشر تک رہے دامن مصطفیٰ فقط

طیبہ کی سیر کو چلیں قدموں میں ان کے جان دیں
دفن ہوں ان کے شہر میں ہے یہی التجا فقط

دنیا کی ساری نعمتیں مری نظر میں ہیچ ہوں
رکھنے کو سر پہ گر ملے نعلین مصطفیٰ فقط

نزع کے وقت جب مری سانسوں میں انتشار ہو
مری نظر کے سامنے گنبد ہو وہ ہرا فقط

نعت رسول پاک ہے نظمی کا مقصد حیات
قبر میں بھی لبوں پر ہوں سرکار کی ثنا فقط

مری آنکھ میں ہے کعبہ مرا سینہ طور سینا

مرے لب پہ ہے محمد مرے دل میں ہے مدینہ

ہے شراب عشق احمد مری بے خودی کا حاصل

مرے سامنے ہے ساقی تو ہٹا لے جام مینا

کبھی ذکر مصطفیٰ میں جو چھلک پڑی ہیں آنکھیں

مرا اک آنسو ہوا قیمتی نگینہ

یہ گلاب و مشک و عنبر جو ہیں خوب سے خوب تر

مگر ان سبھوں سے بہتر تو نبی کا ہے پسینہ

کہتے ہیں نظر کی جنت ہے مدینے کی گلیاں

حسرت ہے یہی کہ میں دیکھوں ہر بار مدینے کی گلیاں

ہیں سب کی نگاہیں عقیدت میں گلزار مدینے کی گلیاں

یارب تو مجھے بھی دکھلا دے اک بار مدینے کی گلیاں

بس اتنی تمنا ہے اپنی دن رات نظر میں طیبہ ہو

عجلت میں دیکھی ہے میں نے دو چار مدینے کی گلیاں

ہے گنبد خضراء پر دیکھو اک عالم نور و نکہت کا

کرتے ہیں شان رحمت کا دیدار مدینے کی گلیاں

عطا ہوئی ہے ہمیں اس لئے پناہ رسول
کہ ہم ہیں حلقہ بگوشان بارگاہ رسول
ہر اک ذرہ وہاں کا ہے واجب التعظیم
گلی گلی ہے مدینے کی شاہراہ رسول
حرم میں حاضری دینے والوں حرم کا مقام پہچانو
وہ رہ چکا ہے کبھی خاص سجدہ گاہ رسول
وہیں وہیں ہے ابھی تک تجلیوں کا نزول
جہاں جہاں بھی پڑی ہے کبھی نگاہ رسول

عشق رسول دل میں بسانا بھی نعت ہے
اوصاف مصطفیٰ کا سنانا بھی نعت ہے
طیبہ کی بچیوں کا شہہ دیں کی شان میں
رستوں پہ آ کے دف کا بجانا بھی نعت ہے
میدان کربلا میں لئے حرمت رسول
ابن علی کا سر کٹانا بھی نعت ہے
سرکار دو جہاں کے لئے غار ثور پر
مکڑی کا آ کے جالا بنانا بھی نعت ہے
سرکار انبیاء کی ولادت پہ منہ کے بل
سارے بتوں کا خود کو گرانا بھی نعت ہے (سلیمان خمار)

سینے میں مرے داغ غم عشق نبی ہے
اک گوہر نایاب مرے ہاتھ لگا ہے

چاہت

اے اللہ دل میں عشق مصطفیٰ
لب پہ نعت مصطفیٰ
زباں پر درود مصطفیٰ
عمل میں سنت مصطفیٰ
دنیا میں محبت مصطفیٰ
آخرت میں سفارش مصطفیٰ
قبر میں دیدار مصطفیٰ
محشر میں شفاعت مصطفیٰ
حوض کوثر پہ جام مصطفیٰ
پل صراط پہ دامن مصطفیٰ
اور جنت میں رفاقت مصطفیٰ عطا فرما۔آمین

انڈین سکہ

جب سے ہوش سنبھالا ہے ہندوستانی روپیہ صرف ٹاس کے وقت ہی اوپر جاتا ہے۔

متفرق اشعار

غریبی تھی جو سب کو اک آنچل میں سلا دیتی تھی
اب امیری آگئی تو سب کو اک مکان چاہیئے

خالق نے جنہیں دیا ہے زر دیتے ہیں
زر کیا ہے خدا کی راہ میں گھر دیتے ہیں
اپنا سرمایہ ہے رکوع وسجدہ
سامان نہیں رکھتے ہیں سر دیتے ہیں (امجد اسلام امجد)

اداسیوں کو حفیظ آپ اپنے گھر رکھیں
کہ انجمن کو ضرورت شگفتگی کی ہے
ہچکی تھمتی ہی نہیں ناصر
آج کسی نے یاد کیا ہے (ناصر کاظمی)

امیر اب ہچکیاں آنے لگی ہے
کہیں میں یاد فرمایا گیا ہوں (امیر مینائی)

ہچکیوں میں وفا ڈھونڈ رہا تھا
کم بخت گم ہوگئی دو گھونٹ پانی میں (گلزار)

لفظ و منظر میں معانی کو ٹٹولا نہ کرو
ہوش والے ہو تو ہر بات کو سمجھا نہ کرو

مزاج پوچھنے والوں کی خیر ہو یارب
مزاج پوچھنے والے بھی کم ہی رہ گئے ہیں

کچھ اس طرح سے میں نے زندگی کو آساں کرلیا
کچھ لوگوں سے معافی مانگ لی کچھ لوگوں کو معاف کردیا

غالب کا ہے نہ میر کا نہ جوہر کا دوستوں
عیبوں سے پاک صرف خدا کا کلام ہے
(راشد اللہ خان جوہر)

درودیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں

خوش رہو اہل چمن ہم تو سفر کرتے ہیں

مری آپ کی پکی یاری ہے

کل آپ چھٹی پر تھے اب مری باری ہے

کل سے مجلس میں آپ کی ہم نہ ہوں گے

امید ہے اس پر غمگین آپ نہ ہوں گے

جیسے ہی نیا سال آئے گا

ہمیں آپ کے پاس کھینچ لائے گا

(سلام لاجپوری)

وہ بندہ کہ فخر بلاد جہاں تھا

تر و خشک پر جس کا سکہ رواں تھا

بڑا غلغلہ جن کا تھا کشوروں میں

وہ سوئے ہیں بغداد کے مقبروں میں (حالی)

بگڑی ہوئی سنور گئی الجھی سلجھ گئی

بہتر ہمارے واسطے ہر بات ہوگئی

جس روشنی کی قلت تھی دل میں اے سلیم

اب اس کی زندگی میں بہتات ہوگئی

سب نے نکالا میری تقریر سے اپنا مطلب

اصل مطلب سے بھلا کسی کو کیا مطلب

بھوک سے پیٹ میں فشار بھی ہے

درد بھی سر میں ہے بخار بھی ہے

کسی زردار و سیلے سے نہیں آئے ہیں

آپ محفل میں سلیقے سے نہیں آئے ہیں

جسم لوٹے ہیں ترے در کی زیارت کر کے

لوٹ کر ذہن مدینے سے نہیں آئے ہیں

ہم کو اڑنے کے طریقے نہ سکھاؤ ہم لوگ
پیڑ سے آئے ہیں پنجرے سے نہیں آئے ہیں
بات کرنی تھی ضروری سو ہوئے ہیں حاضر
جھگڑے کرنے کے ارادے سے نہیں آئے ہیں

ملائی آنکھ بھی دریا سے دل سے ڈر بھی گیا
ادھر سے ناؤ میں بیٹھا ادھر اتر بھی گیا
راستوں پہ بہت کر رہا ہے اب یہ تنقید
سوا گلے موڑ پہ سمجھو یہ ہم سفر بھی گیا

وہ جس کی خیر خبر پوچھتے ہو پلکوں سے
میاں وہ خواب تو آنکھوں میں کب کا مر بھی گیا
اسی لئے تو میں شعروں میں جان پھونکتا ہوں
یہ زندہ رکھیں گے مجھ کو اگر میں مر بھی گیا

لبوں کو لائق کوثر بناتے رہتے ہیں
ہم اس کی پیاس کے قصے سناتے رہتے ہیں
ہمارے گاؤں میں سوکھا کبھی نہیں پڑتا
کہ ہم پرندوں کو پانی پلاتے رہتے ہیں

لب سلیقے سے جب نہیں کھلتے
پول کھلتی ہے خاندانوں کی (سلیم صدیقی)

قاری کو بندے کی طرف سے
خلوص دل سے سلام ہے
دعا میں بندے کو بھی یاد رکھنا
بندے کا اسم عبدالسلام ہے
(سلام لاجپوری)

مئولف کی دیگر تالیفات

(۱) منتخب تقاریر۔جلد اول (مطبوعہ)

(۲) مجالس خطیب الامت۔اول ودوم (مطبوعہ)

(۳) لطائف سورۂ یوسف۔اول ودوم (مطبوعہ)

(۴) ملفوظات خطیب الامت۔جلد اول (مطبوعہ)

(۵) ارشادات خطیب الامت۔جلد اول (مطبوعہ)

(۶) بچوں کے لئے احکام ومسائل (مطبوعہ)

(۷) مختصر تذکرہ وتعارف حضرت مولانا یعقوب اشرف صاحب راندیریؒ (مطبوعہ)

(۸) گلدستہ سعید یعنی حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ کا کچھ ذکر خیر (مطبوعہ)

(۹) حمد ونعت کا گلدستہ (مطبوعہ)

(۱۰) میرے محسنین (مطبوعہ)

(۱۱) دل کے احساسات بشکل رباعی (مطبوعہ)

(۱۲) والد مرحوم کا کچھ ذکر خیر (غیر مطبوعہ)

(۱۳) شخصیات (منظوم) (غیر مطبوعہ)

(۱۴) مدرسہ اسلامیہ لاجپور کے دس اساتذۂ کرام کا ذکر خیر (غیر مطبوعہ)